حافظ احمد شاکر

اللہ تعالیٰ سے گمان اچھا رکھیں

شوال المکرم ختم ہو چکا ہے اس مہینہ میں دینی مدارس عموماً تعلیمی سال کا آغاز کرتے ہیں دین کی حفاظت کا ذمہ تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہی نے لیا ہوا ہے لیکن یہ دینی مدارس امت مسلمہ میں دین کے احیاء اور بقاء کا بہت بڑا سبب ہیں۔ یہ مسلم معاشرہ کی بنیادی ضرورت اور جسد ملت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔

کوئی دور کی بات نہیں ماضی قریب ہی میں بلکہ اب بھی دور دراز مقامات پر ایسی مثالیں بلکہ روشن مثالیں مل سکیں گی کہ دینی مدارس کو جاری کرنے اور باقی رکھنے والے بزرگوں کا بنیادی مقصد، مسلمانوں کو تعلیم یعنی علم دین پڑھانا، اس پر عمل کرنا سکھانا، آخرت کا خوف پیدا کرنا اور دوزخ سے بچانا، دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنا اور بالاخر ان کو جنت تک پہنچانا ہوتا تھا۔

پڑھنے والے طلباء بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے، والدین کے لئے صدقہ جاریہ بن جانے کی خواہش اور اپنے نفس کی اصلاح کی ضرورت سامنے رکھتے ہوئے، گھر بار، والدین اور سکھ چین چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس امید کے ساتھ نکلتے تھے کہ ملائکہ واقعی ان کے پاؤں تلے اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں۔

ناظمین مدارس ذاتی ضروریات دبا کر، خواہشات ختم کر کے، جان جوکھوں سے عطیات و صدقات کی حفاظت فرماتے کہ مبادا ان میں کوئی خیانت نہ ہو جائے اور عند اللہ مسؤلیت میں ندامت نہ ہو۔ مثال کے لئے صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیسیوں واقعات ان کے حلقہ ارادت میں زبان زد عام ہیں۔

اساتذہ ناقدریٔ زمانہ کا گلہ کرنے کی بجائے اپنی ذمہ داری نبھاتے اور شاگردوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتے۔ مختلف علوم و فنون کی کتابوں کو یوں پڑھاتے کہ طلباء کو ان علوم و فنون سے مناسبت پیدا ہو جاتی۔ علوم عالیہ قرآن و حدیث کے نکات سمجھاتے، فقہی تعلیم یوں دیتے کہ طالب علم عمل کی رغبت اور شوق حاصل کر کے نکلتا۔ معلم اختلافی مسائل پر ہی سارا تعلیمی وقت صرف نہ کر دیتے بلکہ طلباء کو فضائل و رذائل اعمال، حقوق العباد، اشرط الساعہ، جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف کو ان کے دلوں میں یوں سمو دیتے کہ وہ اس کو متاع بے بہا سمجھتے ہوئے سینے سے لگا کر اس نعمت کی حفاظت کرتے اور اساتذہ کرام رحمہم اللہ خود قوت لایموت پر ایسے گزارہ کرتے کہ ہمارا ''علمی توکل'' اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

آج کل بہت سے مدارس کے ناظمین تعلیم و تعلم کا ذاتی تجربہ نہ ہونے کے باوجود تعلیمی پروگرام اور تعلیمی مسائل میں ناظم ہونے کے ناطے سے دخل اندازی اس طرح سے کرتے ہیں کہ اس کے ناخوشگوار اثرات، طلباء، علماء اور ماحول پر نمایاں ہو کر دین پسند حلقوں کی مایوسی کا باعث بن جاتے ہیں۔ حالانکہ

حقیقت حال یہ ہے کہ ادارہ کے ناظمین عمارتوں کو بڑھانے اور پھیلانے کے مکلف نہیں ہاں قوم کی جو امانتیں ان کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے ذمہ دار اور مسئول وہ ہیں۔

طلباء کے لئے تعلیم کا نظام مضبوط کرنا، طلباء کی حاضری، مطالعہ کا التزام کرنا، استاذ کو ذمہ داری اور تیاری کا احساس دلانا، لہو ولعب اور دل و دماغ کو منتشر کرنے والی کتب سے طلباء کو بچانا، ان کی جگہ طلباء کو نصابی کتب کے علاوہ سیرت النبی، سیر الصحابہ، تابعین، ائمہ متقدمین و محدثین کے سوانح، حقوق العباد، اخلاقیات، معاملات اور معاشرتی مسائل پر قرآن و حدیث کی روشنی میں کتب مہیا کرنا اور طلباء کو تعلیمی مدارج کے لحاظ سے ان کتب کا مطالعہ کرانا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے اور طلباء کو باجماعت نماز کی تربیت (یعنی جبر یا جرمانے سے نہیں محبت، شفقت اور ذاتی عمل سے) دینا، حرام و حلال کا احساس بیدار رکھنا، او رامراض دل یعنی بغض کینہ، حسد اور غیبت سے ان کو بچانا، یہ سب ذمہ داریاں اساتذہ اور ناظمین دونوں کی ہیں۔

والدین تو محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نور نظر، جگر گوشوں کو آنکھوں سے دور کرتے، ان کا فراق سہتے اور معیشت کی تنگی برداشت کرتے ہیں۔ طلباء عزیز کو چاہیئے کہ وہ بھی شروع ہی سے رضائے الٰہی کے حصول کی نیت کر لیں کیونکہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہی ہے اور جو مقدر میں لکھ دیا ہے وہ مل کر ہی رہنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس طرح دیتا ہے جس طریقہ سے ہم طلب کریں گے لیکن دین کا علم اور سمجھ اللہ تعالیٰ اسی کو عطا فرماتا ہے جس کو پسند فرماتا اور چن لیتا ہے تو طلباء عزیز! ہم سب کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم آخرت طلب کریں، دین کا علم اور اس پر عمل کی توفیق طلب کریں اور اس کے لئے کوشش کریں۔ اس بارے میں اللہ رب العزت سے ہم اگر حسن ظن رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کبھی مایوس نہیں کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ انا عندی ظن عبدی (بہ شکریہ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲، ذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ)

بقیہ از ص ۲۷

ناگہاں ایک لونڈی آئی اور کہا کہ یہاں کے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ ہمارے یہاں آدمی موجود ہیں۔ آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کرے؟ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کچھ دم جھاڑ بھی جانتا ہے۔ اس نے وہاں جا کر کچھ دم کیا وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ تیس بکریاں اس نے دیں اور ہماری مہمانی کے لئے دودھ بھی بہت سارا بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا کیا تم کو اس کا علم یاد تھا؟ اس نے کہا میں نے تو صرف سورۃ فاتحہ کو پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ اس آئے ہوئے مال کو ابھی نہ چھیڑو۔ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھ لو۔ مدینہ میں آ کر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے صحابی سے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورۃ ہے؟ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ ہی سے سنا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ آپ نے فرمایا اس مال کے حصے کر لو۔ میرا بھی ایک حصہ (بخاری)

(باقی آئندہ)